

سنہ ۱۹۵۱ء
1951
LUCKNOW
OUDHPUNCH
क़ीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M. G. KHAN ARTIST LUCKNOW

# توجہ شر ہے

(۱) اودھ پنچ میں ہرزگی کی غرض نہیں ہوتی۔ نہ مذہبی جھگڑے نہیں چھپتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں [illegible] کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل مضحکہ امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے [illegible] کرتیں۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور مسروقات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر مت ہنسئے۔ یہ پرچہ کی گرانی کی ہے تو یہ جان رکھیے کہ گوہر وخزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت، رائے کی اصابت [illegible] پیرائے ورعایت نکتہ چینی کی گل کاریاں، انکشافات ونیا دیدہ اصطلاحات اخلاق، پولیٹیکل وادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے پرچے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے اخبار میں نہ ملے گا۔

## منیجر کی نہایت ضروری گزارش

### قواعد وضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے۔ نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُس کی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر تین روپیہ بھیج کر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ایسے مشہور یکتا ویگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام ودرم نہیں تو قدری کوشش سے فائدہ اٹھائیں ورنہ بے سبب یا ناداری یا تیں کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ توہم کر نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ غپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کالی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تقاضے پر یہ بازنمبر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات لطف فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا اصولاً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب مثلاً تو زیادہ تنگ طلبی اور زیادہ سستی نہیں کی جاتی ہے پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا التجا ہے خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب لکھنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانہ سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جو خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے مشتہرین خود اپنی تحریروں کے جواب دہ ہونگے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شایع نہ ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک اُن میں نہ ہو فقط۔

### نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خط وکتابت اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

فوراً جواب ملا۔ سنو تم نے جو ہندوستانیوں سے کہا کہ آپ لوگ ہندوستان کے جاہل ہیں یکایک بیٹھ کے سیلف گورنمنٹ کے شان میں کا دعوی اور شبہ بنانے کے ہیں تو اس پر تحسین کا نعرہ بلند ہوا تو بالکل صحیح مگر خود سے ان کے بیچ میں بہت فرق ہے خدا جانے تحسین کا نعرہ کس بات پر تھا۔ اگر سفر خرچ دے کے بھیجے جانے پر ہے تو بالکل حق بجانب ہیں صاحب سے

غیر سرکار کی سناتے ہیں ہم جسکا کھاتے ہیں اسکا گاتے ہیں اور اگر سلفا گورنمنٹ اسے تو سیلف گورنمنٹ کے بیٹھے بیٹھے مزے دار نام پر تھا تب بھی حق بجانب ہے سے

جوش قسمت کا نادری مردم بگے اخت کیس ٹوٹے میں ہے کر شہرت آں ہم حسدت لیکن اگر آزردہ خوش باد ہستا بجل ختم بھی دوں گا ان کا اندرو شعور سیلف گورنمنٹ مل جانے کا دھوکا ہوا اور مارے خوشی کے اچھل پڑے تو بالکل منطق کے خلاف۔ نادان بچہ۔ روروہا بچی جو کوئی ہے یہ چڑھا کے پیلا دکھا تا سیانے اور قوی بازو جوان پھسلتا آدمی کا کام نہیں۔ اس کا بھی نادان بچہ سے خوش نہیں ہو سکتا۔ ایسی بچہ سے خوش ہوں تو اور والے خوش ہو سکتے ہیں۔

حکایت سنو۔ ایک تھے لالہ بالکل کمن ہو گئے مرنے ہو گئے اسی برس کا سن تھا دو بچہ والے تھے بلکہ بڑ کی جھکری اس امید پہ بیاہ لائے کہ جوان ہونے سے پیشتر ہی بیوہ ہو کے چتا کی زینت بنے گی۔ بیچاری دولھن ماں سے بچھڑی اور لالہ کو دودھ پلا پلا کے صبح کو گود میں، باکے حلوائی کی دکان پر چوکی پہ دے

نے جانتے تھے کہ ہم جو بنیے خضر کی بھینٹ گئے کا زمانہ ایک دن کوئی دوست راہ میں مل گیا انھوں نے خوبصورت بچی گود میں دیکھی مٹھائی کا دونا ہاتھ میں دیکھا تو سمجھے کہ یہ بھی لالہ کے آخری عمر میں ہے۔ کہنے لگے آؤ بیٹا آؤ۔ اب لالہ نے ہاتھ اس کا پکڑ لیا کہ بھائی تمھاری بھابھی ہے گالی نہ چڑھا کی مگر انھیں کسی طرح یقین

نہ آیا آخر انھیں کھانی پڑیں یہ کیکا تم پر ہمارا یقین ہے جو کوئی جوان آدمی بھلا یہ کا ہے کو گوارا کریگا کہ جو دادا نہیں تو دادا (یعنی دادا کا میاں) ہے۔

اسکے بعد جس بات پر نعرۂ تحسین بلند ہوا وہ تو اخبارہی کا مذہب کے بیان کے مطابق سراسر غلط اور جیسی معلوم ہوتی ہے ویسی تھا ادا کہتا کہ جا ہو تم کا فرض

کی طرف سے مایوس ہو یا امید بہر مگر اس کا اقرار ضرور کروگے کہ ہمارے برطانوی میزبانوں نے ہمارے ساتھ مہمان نوازی کا برتاؤ کیا اور برابری سے پیش آئے۔ میں ان دو مسئلوں کیوں کر بیان کرنا نہیں چاہتی جنکی شکایت تمھارے ساتھیوں کو پیدا ہوئی۔ ایک گروہی گمراہ نے لندن کے لکھنؤ والی نمائش کا مقصد دوسرے نزدیکی والوں کی جھوٹیاں اور بیچارے ہندوستانیوں کا لہلہانا اور سر کار شہ دیکھنا۔ میں عمری مشہور۔ دعوت اسکا نہ پہلے پاس آدمی جاؤ کے ملک کو مجھے ایک حکایت یاد آ گئی۔

ایک تھے میاں بیگم دکنے والا قوم کے تھے مولا ایک دن ایک کو بھی اتفاق سے وہ ہو کسی دوسرے کے مہمان۔ مگر میزبان کے یہاں تھی تھا کہ بسم اللہ نہ ہوئی بھی نہ ہوئی نہ کرے گا۔ تین فاقے ناچار ہوئے مگر قناعت نے دیا استقلال پیچھے روزی کمانے کا دھیان آیا مگر انگریزی صفائی اور اہتمام کی بدولت گھر سے کسی مردہ جانور کی لاش بھی نا گزرنے کو دی جاتے جاتے چوک کی گلی میں دور پہنچے۔ وہاں راہ گیر نے کا لی سڑک کے بیچ سے لنگڑا ہوا تھا پھینکا پاتا تھا۔ میاں ٹیگر نے اسے سونگھا۔ اکثر جانوروں کو خدا نے ناک بطور ایک کسوٹی کے عنایت کی ہے۔ وہ سونگھ کے معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ چیز کھانے کے قابل ہے یا نہیں۔ پھر میں کھانے کی چیز کی بو آئی۔ میاں ٹیگر نے ہاتھ بھر کی زبان نکال کے چاٹنا صاف کر دیا۔ مگر مہینوں سال بھی کھٹاس کا اثر رہا انھوں نے مزہ چکھا اور میزبان نے مرچوں پر چاندی کے کیا یہاں دیکھا۔



انٹرنس پاس عمرو تعلیمیافتہ جو چلا
"بی بی۔ بی بی بی بی۔ بی بی تو بہ!
بی بی کے سلے۔ سلے"

کیسی مزے کی چیز تھی یاروں کے ساتھ رہو گے تو یہی مزے کرو گے ۔

اس پر بے زبان جانور نے تیسرا قافیہ جو سمان کو تو کہ نہیں تو بتا ہی سی کو دکھ پہنچا یا کون ۔ ضافتوں گیا کون جو میزبان کی حیثیت سے تھے بھر پہلا ایک کہ یہ ہر پھر دوسری آنکھیں خدا کا شکر خود تپ ہو سکے کے ساتھ بیٹھے تھے ۔ جو ہندوستانی مہمانوں کی عادت بھی نہ گئی ۔ باہمی جب مہمان نوازی بھی ویسی ہی ہے بھی ۔ دہلی جانا کی تم وزیر صاحب تم ہو بڑے دل تنگ دیکھ رہے وزیر خلیفہ ازل ۔ شہر کی یہ خیالی تھے چلا کے گئے جب یاروں گے ۔ بہر ہو گے تو تپ ہی مزے کرو گے ۔ ہماری مہمانداری کچھ تک نہیں کچھ یاد رکھو گے ۔

تحسین کا نعرہ بلند کیا جس پر آبادی والے سامعین کی طرف سے بلند ہوا ۔ ہندوستانی مہمان بھلا اس شخص سے مسافرانہ مہمان نوازی کا شکریہ ادا کر سکتے وہی جملے ہوئے ۔ بچگیوں نے کہا کہ سخت حیرت ہے انہوں نے کہا کہ سیٹھا سیٹھا آنسوؤں نے کہا کیسا اچھا ہوا یہ ابھی تو خیر ہی نہیں ۔

وزیر صاحب ! میں انگلستان کے رواج سے واقف نہیں مگر ایشیا میں تو یہ سنہ میاں مشہور ہے اور اپنی تعریف آپ کرنے پر لوگ ہنستے ہیں ۔ یہاں تو لوگ آنکھیں مہمان کے لیے فرش کر دینے کے بعد بھی ۔۔۔

## پیام کا عید نمبر

پیام کا عید نمبر نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوگا جس میں علاوہ صدہا مختلف و دلچسپ مضامین کے تقریباً آٹھ صفحوں پر بیشمار رنگین تصویریں اور نظر فریب کارٹون شائع ہوں گے ۔ یہ نمبر بہت بڑی تعداد میں شائع ہوگا تاجر پیشہ حضرات کے لیے اپنی تجارت کو فروغ دینے کا یہ زریں موقع ہے ۔

منیجر پیام ۔۔۔ تارا چند اسٹریٹ کلکتہ

چونکہ کہتے ہیں یہ خدا کا احسان ہے اور کہ ۔۔۔ خدا کے لیے اگر ۔۔۔ تو ۔۔۔ ایشیائی شاعر کا شعر ۔۔۔ تو ۔۔۔ ایک شاعر کہتا ہے ۔

بھلا کے ۔۔۔ خود کشی نہیں ۔۔۔ صاحب

۔۔۔ حضور ۔۔۔ حوض کی شکل ۔۔۔ کے ۔۔۔ بھلا کر نصیحت میں اس تہذیبی مثال کی ضرورت کیا تھی ۔ مگر یہ مثال ٹھیک ہے جو ۔۔۔ بڑے بڑے مہذب کسی کو اپنی تعریف آپ کرتے دیکھ کے فوراً یہ شعر پڑھ دیتے ہیں ۔

تم کہتے ہو کہ برطانوی مفاد پارلیمنٹ کے ہر ایک کے سامنے ہم نے سارا معاملہ رکھ دیا اور وہ ابھی اطمینان دلانے پر مستعد ہیں ۔ بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ ایک دیکھ دن وہ تو متفق ہو جائیں گے ۔

میں کہتی ہوں کہ پنست ہیشے سے تمہاری قوم کو حاصل ہوا اسی کی بدولت دنیا جہان پر حکومت

## ممالک کشمیر کے تحفے

۔۔۔ اعلیٰ درجہ ۔۔۔ قیمت فی تولہ ۔۔۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۔۔۔ تولہ | ۔۔۔ تولہ | ۔۔۔ تولہ | ۔۔۔ تولہ |
| کرنل جیتا | پولی سیکھو | اندری ۔۔۔ | ۔۔۔ اصل |
| ۔۔۔ تولہ | ۔۔۔ تولہ | فی عدد ۔۔۔ | ۔۔۔ تولہ |
| ۔۔۔ اصل | ۔۔۔ | ۔۔۔ | قسم خاص |
| ۔۔۔ تولہ | ۔۔۔ تولہ | ۔۔۔ تولہ | ۔۔۔ سیر |
| زعفران اصل | سیری اصل | ۔۔۔ | بڑی بوٹی |
| ۔۔۔ تولہ | ۔۔۔ تولہ | ۔۔۔ سیر | ۔۔۔ سیر |
| سانپ ۔۔۔ | ۔۔۔ | ۔۔۔ | بادام کاغذی |
| ۔۔۔ تولہ | ۔۔۔ سیر | ۔۔۔ سیر | |
| تخم ۔۔۔ | ۔۔۔ | ۔۔۔ | ۔۔۔ |
| ۔۔۔ سیر | ۔۔۔ سیر | ۔۔۔ سیر | |

۔۔۔ پنساری ۔۔۔ خط و کتابت کریں ۔ ۔۔۔ ملاحظہ کر کے آرڈر دیں ۔

المشتہر

چند ۔۔۔ چندر ۔۔۔ دھرم پر ۔۔۔ گورنمنٹ جموں کشمیر

۔۔۔ کہ ۔۔۔ تھا ابھی ۔۔۔ دکھ کے ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ کر ۔۔۔ مسلمان ہو ۔۔۔ انگریزی ۔۔۔ صاحب ہم ۔۔۔ کرنا ہے ۔۔۔ مسلمان کا ۔۔۔ جب تک اس کی تفصیل معلوم نہ ہو ۔۔۔ کہ ہندوستانی کہاں تک اس اعلان سے اتفاق کا اظہار کریں گے ۔ تم نے کہا کہ ہندوستانیوں کو کچھ دینا چاہیے انھوں نے جواب دیا کہ ہم ہندوستانیوں کو کچھ دیں گے ۔ ہندوستانی جو کچھ ۔۔۔ دیکھتے ہیں دیکھ لے گا ۔

ایک ۔۔۔ نانی ۔۔۔ کسی مسافر نے ۔۔۔ کہ یہ ۔۔۔ دیکھئے ۔۔۔ تو ۔۔۔ دعویٰ کیا ۔۔۔ پیسے ۔۔۔ ہیں تو ۔۔۔

## ۔۔۔ انفصال ۔۔۔

[illegible]

شفاء الملک

[illegible]

غریب مہمان کی تسبیح … ان کا حال غریب کو ایک پریشان ہوا ہم کو کسی بات میں بالکل بھی پر بھی دیا۔ جام کا تقاضا بڑھتا گیا۔ مسافر کی پریشانی دیکھ کے سرکاری بھٹیاری نے کہا "میاں مسافر دو چار پیسے میں ابھی کچھ لائے دیتی ہوں۔ چار پیسے لے کے بھٹیاری نے پانی پینے کے کٹورے میں ایک ابال گرما گرم چاء کا ڈال دیا۔ میاں نائی نے کہا "ماشے آئے" بھٹیاری نے فوراً کل کی کڑھی سا پانی چائے نائی نے پانی اٹھایا۔ گرم تھا وہاں پانی پوچھا۔ بھٹیاری نے پوچھا "کیا رکھئے ہوئے پانی چاء دو؟"

نائی نے جواب دیا "نہیں کچھ پڑا ہے" بھٹیاری غصے سے بولی "اگر کچھ پڑا ہے تو وہی تم لے لو میرے مسافر کو زیادہ نہ ستاؤ" میاں نائی … پیچ رکھ کے جیب ہو رہے۔ کچھ مل گیا۔ اب اور کیا چاہئے۔

بات یہ ہے کہ تم نے "کچھ" دینے کا اقرار کیا ہندوستانی مسافر کو … کی اطلاع ہے کہ ہندوستان واپس آ رہے ہیں۔ فساد پر بیٹھنے والے کا انگریزیے کہہ چکے کہ پہلے تو ہم کچھ مانگتے ہی تھے اب تم سے کچھ نہیں مانگتے ہم کچھ خود ہی لے لینگے۔ ایسی حالت میں اندیشہ ہے کہ تمہارا وعدہ کے بموجب تمہارے ہندوستانی مہمان اپنے ہم وطنوں کو "کچھ" پورا نہ کر سکینگے۔ تمہارا یہ قول دیکھو کیا اثر دکھاتا ہے کہ "وطن پر تمہارے ہم قومت جائزہ لیں گے ان کی سنو۔ ہم … سے قائم ہیں تم انھیں سمجھاؤ بجھاؤ۔ پروا ہو بس اتنا ہو جائے کہ وہ ہماری بات مان لیں۔ یہ ہے "کچھ"۔

تمہاری "کچھ" یعنی مبہم اعلان کا حال تو میں نے بیان کر دیا مگر تمہارے بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک یہ مبہم اعلان کے ہندوستانیوں کے واسطے "کچھ" تھا ہی نہیں۔ اب جو کچھ ہوا ہے وہ تمہارے خیال میں کچھ ہے۔

تمہاری تقریر کا آخری جملہ یہ ہے کہ "ہم نے اب تک کیا کچھ کیا؟"۔

اس کا اقرار کہ ہندوستان تعلیم یافتہ … کے شکنجے میں نہیں رہیگا۔

کیا ہم نے تعلیم میں آسانی پیدا نہیں کی؟۔

وہ آپ کو نہیں دیا وہ آپ کو نہیں دیا؟

جو ہمارا ارادہ یہ ہوتا کہ ہندوستان خودمختاری کی زندگی سے محروم رہے تو ہمارے ماہرین کیوں اقرار اقرار کرتے۔ مانٹیگو کیوں اعلان کرتے۔ پارلیمنٹ کیوں ہامی بھرتی۔

وزیر صاحب! ان جملوں پر کوئی نوٹ تحسین … کا خدا نہیں رکھائی دیتا۔ آخر اس کی وجہ؟

مجھ سے سنو میں نے دھوپ میں چونڈا سفید نہیں کیا۔ ڈیڑھ سو برس انگریزوں کی حکومت کو ہوئے ہندوستان پر کچن برستا تھا۔ خرچ بڑھا آبادی بڑھی۔ اناج مہنگا ہوا ملکی معاش کے جتنے ذریعے تھے وہ یورپ اور جاپان والوں کے قبضے میں چلے گئے ہنر باقی نہ رہا پیشہ صرف نوکری یا مزدوری کا رہ گیا۔ پہلا کچھ … بزرگوں کی کمائی میں کوئی گزارہ کا پھل تو بچا نہیں تھا آخر لٹ اور ہندوستان باہر چلی گئی۔ دولت … ہو رہی ہے۔ کہنے کو تو باہر کے مال سے منڈیاں بھر گئیں اور کیا آباد منڈیاں بھر پور۔ کروڑوں ایکڑ زمین نئی بھرتی گئی زراعت پھیلی بھی جس گاؤں کی آمدنی … روپیہ تھی اب ہزار روپیہ ہے حسابی آدمی آمدنی اور بچنے کی ترقی کا نقشہ دکھاتے ہیں کہ دیکھو اس سال اتنا مال آیا اتنا یہاں سے گیا مگر اس سے کیا ہوتا ہے جتنی آبادی بڑھی تھی اسی حساب سے آسائش کا سامان بھی بڑھنا چاہیے تھا۔ انھیں حسابی آدمیوں نے جیب پر ہاتھ پھیرا تو ٹکا … اور کہا پیسا بھی نہ پھیل سکا۔ بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی یا نوکری کی گود میں چلا گیا یا مزدور بن گیا جو ملک والے زیادہ … جیزیں … کے … گیا … کھیل … کا جو سلسلہ تھا وہ بھی گیا۔ ساری آبادی کال کے شکنجوں کی ہو گئی۔ کچھ انگریزوں پر منحصر نہیں یورپ کی تمام … نے اس … کو زیادہ … ہے …

انگریز ہندوستانیوں سے تو نہیں مگر یورپ والوں سے ڈرتے تھے انھوں نے غیر ملکی تجارت کو آزاد کر کے نفس کا پھاٹک پاؤں پاٹ کھلا رہنے دیا۔ یہ نکتہ عام ہو گئی کہ حکومت ہندوستانیوں کو صرف مزدوری نوکری یا غیر ملکی مال کی دلالی جیسے دوسرے الفاظ لوگ تجارت کہتے ہیں سکھاتی ہے یہی ساری تعلیم تربیت کا خلاصہ ہے۔

وزیر صاحب پیٹ کی مار بری ہوتی ہے بھوک کی جھانجھ میں بار بار اصرار … ہر فساد کے بہانے اور لندن کے انگریزوں نے دل کے ایک … چیتا چرچا چیتا جاگ اور … رکھا کر اب جو ان اعلان چھاپ دیا کہ یہ کر بیٹھے وہ کر بیٹھے گھبراؤ نہیں سوراج ہوا ہی چاہتی ہے۔ ہم نے تمھیں جلنے کو نکالا دیا۔ پینے کو … پانی دیا ریل دی تار دیا چوڑی سڑکیں دیں۔ اپنا نام انگریزی میں لکھنا سکھایا اب تم علم نہیں چھٹ پٹے ہو۔ دھوتی نہیں کوٹ پتلون پہنتے ہو۔ ڈیوٹ کی جگہ برقی لیمپ جلاتے ہو آمدنی زیادہ ہوتی تو یہ تمام سامان راحت ہے … جہاں … آتے … خاک … میں بھرے ہے

نظام ہی تو ہوں ان صاحبوں کی … کا
… صاحبی … ہیرا پھیری … کا

ان چوری اور بزرگی خصلتوں نے اور بھی … کو ابھی یہ باتیں کسے معلوم نہیں مجلس میں آرام طلبی۔ … میں پھاٹک۔ مزدوری … اور حالت یہ کہ دن بھر … بات کرتے بچے … فکر میں مشغول ہونا۔ عیش کا ہر ایک سامان ضرورت بڑھاتا ہے۔ بھلا ان خالی علامات سے کیا ہوتا۔ کوئی اوڑھے بچھائے یا پہنے کھائے؟

میری دانست میں تو ایسے علامات سے … خیال ڈیڑھ سو برس کے بعد بھی ادھورا ہی نظر آتا ہے اعتبار اٹھ گیا۔ ذمہ دار حاکموں نے خود غرضی کے … اقرار … کا جرم بھی کر دیا ہے! ہندوستان آج تک اپنے بادشاہ … پہچان رہا اور اپنی … سمجھتا ہے۔ وہ جن میں بھی بے گناہ … کر … خود مطلب … اور … گیری …

مہر خواہ مخواہ ڈھیلے ڈھالے اقرار ناموں پر اپنے دستخط کرتا تھے اور اقرار کی تفصیل نہ ہونے پر انھیں بھی اپنے گناہ میں ساتھی رکھا۔ ہی اعلانات سے پیٹ میں خاک اڑتی ہو وقت نہ بھی تو دنیا بھی کر سب دبا بیٹھیں۔ سید تم اور چرچل اور ساوڈ ورانر کی سی طبیعت والوں نے اپنی تقریر و تحریر سے ادبی ہندوستانیوں کو مایوس کر دیا۔ کراچی میں دینا ملانا منظور نہیں۔ ہندوستانی بھی تھے بے ایمان کہ وہ منافق تھے ابا جی میں ہم تو انھیں غلام ہی بنانا چاہتے ہیں۔ ہمارے ہوتے کس کی مجال ہے جو ان غلاموں کو آزاد کر دے۔ اگر کسی نے سرائے یا وزیر نے جھوٹوں کہہ دیا کہ اب ہندوستان کی آزادی کا وقت قریب ہے تو انہوں نے جھٹ سے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ بس خاموش رہو تم بھرتے ہو دل میں تمھارے کچھ نہیں تو کیوں زبانی وعدے کرتے ہو جیسے اس اعلان کی طرف سے یقین اٹھ گیا۔ مثل مشہور ہے دنیا کی برات میں سب ہی شامل کر لنکا میں جو ہے وہ باون گز کا۔ ہندوستانی یہی سمجھے ہیں کہ مسٹر چرچل اور چرچل ایسے بھی بڑے آدمی پارلیمنٹ کے ممبر سیاسی لیڈر گورے چہرے والے ہیں اور اسپیکر یا وزیر بھی ............ وائسرائے اور وزیر حکومت کے ملازم ہیں اور حکومت ہے تو ری۔ چرچل اور بڑ بہل بھی آخر قوم کے بڑے فرد ہیں۔ ایک اقرار کرتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے اب کس کی بات کوئی مانے۔

وزیر صاحب تم خود ہی دیکھ لو ابھی تم نے اور تمھاری کانفرنس نے کچھ دیا دلایا نہیں صرف منہ سے بھاپ نکالی ہے کہ مسٹر چرچل کے دماغ میں تعصب کے کیڑے بلبلانے لگے۔ بچارے جول دل میں مبتلا ہو گئے۔ پیٹ میں چوہے کودنے لگے۔ ڈیلی میل اور انقلاب معدہ وغیرہ ونا معلوم کس کی تقریر کا فلیتا منہ سے نکل کے پاؤں پھیلانے لگا تم کہتے ہو دیکھے وہ سمجھتے ہیں ہاں سلیں دو گے مگر کیا ہوا دھکا دو گے ابا جی آج تک صرف دینے کے نام سے کالی بھی نہ دی۔ بار و بیرسٹر کیا کہوں کی بات سماعت کے قابل نہیں۔

تم کہتے ہو کہ ہم بہلا تے ہیں ہند کو رفتہ رفتہ آزادی کے منزل کی طرف چلانا چاہتے ہیں بغیر آزادی کیسی ترجمان

چل رہا ہے۔ وہ جھک مارتے ہیں جو بہلا تو ہی قوم اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کہ ہندوستان کی جان مال عزت آبرو پر جو خاص پہنچے بھلا جیسا کہ خواہ مخواہ ہے اسکی گرفت ڈھیلی پڑے اور شلوار جیب میں گر دیا۔ نکل جائے عذر کہتے ہو کہ ہم نے گھیٹ کر یا سرگوشوں کر کے جانا معلوم کر لیا اب ہندوستان کے مطالبات پورے کیے جانے کی راہ نکل آئی پارلیمنٹ بھی چاہے اس کا جبر میں ساتھ رہے گی۔ وہ بیہودہ سراچھ کر نیک گھیٹی کو اس قسم کا اختیار حاصل نہیں اسکی مجال ہے جو وہ ہندوستان کے واسطے کوئی ایسا قانون بنائے؟ جو گھیٹی جس جگہ چاہے بکڑ کے مقررے پارلیمنٹ پہ اسکا اخلاقی یا قانونی کوئی دباؤ نہیں پڑ گیا ہے اس شخص کے عادۃ کا نام ہے؟ ابھی تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ دار العوام اور دار الامرا جو فیصلہ کرتے گی وہ ہو گا دار العوام میں بہر حکومت ضرور اختلاف کی ہے اگر دو چوپی چودھری کا شور رہا جلا ہو شخص کے علاوہ جو ہو اصلاحی اسکیم جب تک بنا سکے گا۔ رائے ایٹ بزنس سے جس یا ابھی وقت کی نیا پانی ہو گا نہ یہ لوگ رہیں گے نہ یہ زور رہے گا ہماری قوم کے بچے ہی خواہ ورد ہوں گے۔ جو سبز باغ اس وقت حکومت نے رکھایا ہے وہ وقت جب نظر آئیگا ہندوستانی امید و راہ سی کا منہ دیکھ کے اور زانو پیٹیں گے۔ اسکے بعد لڑائی دنگا فساد قتل و غارت کی نوبت آ جائیگی۔

تم کہتے ہو کہ یہ آزادی جو ہم عطا کر رہے ہیں فرزندانِ ہند کے لیے بڑا تحفہ ہو گی تاریخ میں مشکل ہے جس کی نظیر ملیگی وہ مرزبانی شمشیر سے یوں ہو لگاتے ہیں۔ کہ سرف ہندوستان میں خونریز حکومت کی ضرورت ہے مختص الوقت حکومت سہم الفاظ اور چہرے کا رنگ بزدلی کا ثبوت دے رہی ہے اسلیے کہ ہندوستان میں انتہا پسندوں کا زور ہے جو ہمیں ہندوستان سے یکلخت نکال باہر کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ایک طرف شیریں بیانی (اعلان) ہے دوسری طرف سینہ زوری۔ بھلا بتاؤ کہ ہندوستانیوں کے اعتماد کا پارہ اس کے دوہری آنچ میں کیونکر ٹھیر سکتا ہے؟ کیا انھوں نے

انگلستان کے جسے نہیں دیکھے کہ وطن نہیں لیکن حکومت کرتے جب تک انکی کا تاج چھوڑیں سلطنت پر وھری رہ جاتے ہیں کہ یہ وہی ہیں یا القادم انگریزوں سے بیگانگی پیدا ہو جانے کے بعد بعض انگریزوں نے ذاتی اور انفرادی حیثیت سے ہم پر چڑھائی نہیں کی؟ یا ضرورتاً جنگی اللہ تعالیٰ للمسلمین میں خارج البلد ہیں دیں کو زندہ ہیں کے حکومت کرنی پڑی کی بات اسی پڑی۔ پھر جب فرق قائم ہو انگریزوں کو یہ خیالات حاصل ہیں تو ہندوستان جیسا ملا دوست نشانہ ہے سوبرس کا غلام کیا طاقت کہ جو چوں بھی کر سکے گا۔ ہم تو بیچ کر کہیں گے کہ تمھارے اعلان جو یا بیان لائیں تو نہیں پھر چل کو جھٹلائیں تو مجال نہیں۔ بڑا آدمی ہے اس قوم کا فرد ہے جس کی ہر فرد قوم ہے۔ جتنا سکتا ہے قوت رکھتا ہے تم بھی اسکی زبان پکڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایسی حالت میں تمھارے اس بیان پر نعرۂ تحسین کیونکر بلند ہو سکتا تھا کہ تم نے اور ہمارے صاحبوں نے برابر اعلان پر اعلان اقرار پر اقرار کیے۔

منطق کا مقولہ ہے ۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ۔ احتمالات سے دلیل کی قوت باطل ہو جاتی ہے۔ کچھ احتمالات تمھارے اعلان نے پیدا کیے کچھ یہاں چرچل کی چلاہٹ نے جیسے دلیل کے پرسے کی دال ڈھل گئی۔ دال ہی لوٹے گی تو تیل (روغن قاز) چاہے لگاؤ یا نہ لگاؤ جو جھول ہو گی وہ دو کے ذیل بیٹھے گا نہ تار نکلے گا نہ سانٹے کی ضرورت ہو گی نہ بھوکی کام رہے گی۔

وزیر صاحب! ہندوستانیوں سے وہ ٹھکرا کر بیان رخصت ہو رہے ہیں اعتبار پیدا کرو۔ یہی قوم تمھارے کانٹے صاف کرو اور بے کھٹکے راہ پیدا کرے جو تمھاری قوم ہی اعتماد و اعتبار کی راہیں کا نظم دکھائی تو یہ تلافی ہرگز نہیں۔ تسریب اور شرتی کے دو ذہن جو اعتباری کی بھول بھلیاں میں نہ الجھائے۔

بہلے چرچل جیسا کہ تم نے کہا بکی زبان پکڑو کہ پھر تو اتو کا استدلال کی رسی سے گھر نکلو کے بعد ہندوستانیوں سے فرمائش کرو۔ ہندوستانی تو جیسے ہمیشہ سے رنج دار کی




## الوداعی منظر

گفتن جامۂ خویش پیراستن  به از جامۂ عاریت خواستن

بے معنی اور غیر مکمل تجاویز: [illegible] وہ کئی مہینوں سے بے ہوش ہیں ... کپڑے کیوں پہنتا ہے۔ ہم پہنیں گے کیا؟

جان بل: یہ سارہ باڑی ... ہندوستان چلی جاؤ۔ [illegible]


مگر نسیم خطت صبح در چمن بگذشت
که گل ز بوی تو بر تن چو صبح جامه درید
بیشک ہر محبوب عطر اپنے جسم کو ایسا ہی معطر کر سکے
بشرطیکہ اصغر علی محمد علی تاجران عطر
چوک لکھنؤ سے طلب کرے

جس ملک پنجے کے ہیں وہ آج بھی جانے پر آمادہ ہیں۔ کل بھی رہیں گے۔

وزیر صاحب! مجھے اس خط میں ہندوستان سے آپ تک کہ کب تم یہاں پر چل کے پہنچے اور دیکھو کیا ہوا ہے جلدی کر رہے ہو۔ ہمارے ہندوستانی بھائی کس طرح اپنی قوم کو بچائیں گے جب کہ پارلیمنٹ کے ایسے آزاد خیال اور زبردست ممبر بھی تمہارے قول کو پورا ثابت کر رہے ہیں کانگریس والے منہ پھٹ زبان دراز گستاخ دل اُٹھتے بہت ہے کہ کہیں گے کہ ہم پیچ کیا کسی چارہ سے مقدر ہیں۔ ہماری آج انگریزوں سے کیا ملے گا۔ ان کو اس کا ڈر نہیں کمبخت اپنی جان ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔ اتنی سی بات منہ سے نکالنے میں کچھ نہیں چوکیں گے۔

باقی آئندہ۔

راقم ــــــ حکومت کی خیرخواہ
اور قوم کی دل سوز
مسلق آرا

---

# تحائف سال نو

**اُردو گزٹ۔ رنگون۔**

مقام اشاعت مکان نمبر ۹۰، سٹریٹ نمبر ۱۲۳ (کالا بستی) رنگون۔ ایک ہفتہ وار اخباری کاغذ ہے۔ نظام اردو ہے۔ زیر تبصرہ و نگرانی جناب حاجی مسٹر محمد علی مرحوم کے تعزیتی مضامین پر مشتمل ہے اس وجہ سے کسی خاص مضمون پر رائے نہیں دی جاسکتی۔ اس دنیا امید قائم۔ توقع رکھنی چاہیے کہ سرزمین برہما کا یہ اخباری کاغذ اُردو کی خدمت بھلا کرے گا۔

ایم اے سلام حبیبی صاحب اس کے ایڈیٹر ہیں۔ سالانہ پانچ روپیہ قیمت ہے۔

جو حضرات اس وقت اُردو زبان کے حقیقی شیدائی ذات کو تصور فرماتے ہیں اُن کا یہ خیال ہے کہ اگر اردو کا کوئی پرچہ ایسے مقام سے نکلتا ہے جہاں اس زبان کا رواج کم ہے یا بالکل نہیں ہے تو اس کی ہمدردی نہیں کرتے [illegible] خدمت کی تو ہمت کی داد دینی ہی قبول ادب [illegible] ہماری دنیا کی اشاعت پہلی کا معرکہ

«اُردو» مگر آج اُردوئے اسلامی دنیا» کا خاتمہ ہو گیا۔ رنگون میں اُردو کا رواج کم ہے لہٰذا مقامی خریداری کی امید موہوم۔ جہاں کی زبان اُردو ہے وہاں حوصلہ بڑھانے کی عادت مفقود ہے۔

تحسین غیروں سے کم رہے ہم پہ نیم شب کہ تھا لی
جو سب ٹھیک گیا جگر دوہ عمر خالی نہ ہم خالی

ہم بھی بولا ہے۔ اجداد اُردو دانی ہمدردی ہے جو ایسے خط لکھیں گے۔ وہ شاید آپ کے اُردو کی گردن پر وہ احسان لادا ہے کہ کمبخت ٹوٹ جاتی ہے۔ جو ہر اس جریدے کا دلی خیرخواہ ہے ہم چندہ بھیجے گا۔ ایک جبرئیل اس سیرت نام کا ڈھنگ بنا رکھے۔ ہزار خریدار سے کم نہ ہوگا۔ رہی میری ذاتی قیمت تو وہ انشاء اللہ سال کے آخر میں بغیر طلب روانہ کر دوں گا مطمئن رہیے۔ اور ہاں یہ خوشخبری تو دینا بھول گیا کہ اختر کے نسلی پودے میں نیا کلا پھوٹا ہے۔ لگے ہاتھوں اس نونہال کا خیر مقدم تو کر دیجیے۔ والسلام۔ لیکن خریدار ہم بھی تنہا اور ان بات ہے۔ وہ تمام سال تک پرچہ خریدار کی طرح نوش کرتے رہے اور دن پی لا تو [illegible] واپس وہی شکل کہ «آؤ پیرو! سب کچھ گھر سے لے جاؤ»

خدا کرے ایسے حضرات سے اس پرچے کو سابقہ نہ پڑے جو زبردستی داخل نسب ہو کے وارث حقیقی بن جاتے ہیں۔ اور جب اخباری کاغذ کا دندان کی طرح آدھا یا دو کاٹا کی زد میں آجاتا ہے تو صرف شور مچا کر فرض ادا کر دیتے ہیں۔

**دورِ آزاد**

ڈالی گنج لکھنؤ سے نکلتا ہے۔ ادبی ماہواری پرچہ ہے۔ تین سال سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ تیسری جلد کا رسالہ گیارھواں نمبر موصول ہوا۔ نظم و نثر مضامین کا مجموعہ ہے۔ ابوالکمال صاحب نعت قریشی اس کے مرتب ہیں۔ اور آسی صاحب الٰہی معاون اعزازی۔ اگر اودھ پنچ اور حضرت نظم طباطبائی کا تذکرہ نہیں تو ہم ترمیم کہاں کے بارے میں لکھتے۔ اب نہ لکھیں گے۔ منگا کے دیکھیے غالباً پچھتاوے کی ضرورت نہ ہو گی۔ دو روپیہ سالانہ قیمت ہے لکھائی چھپائی بھی اور صاف ہے۔

**منتخبات کلامِ ہندی۔**

مرتبہ ڈاکٹر جعفر حسن صاحب پی ایچ ڈی [illegible] مدرس جرمن استاد معاشیات و عمرانیات کلیہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔

۲۲ × ۱۸ کی تقطیع پر ۲۲۵ صفحہ کی ایک خوبصورت کتاب۔ ہندی کے ۱۰۰ دوہوں پر مشتمل ہے جس کی تقسیم تمہید، اخلاقیات، فلسفیانہ مسائل، عشقیہ دوہے اور ضمیمہ پر کی گئی ہے۔

تمہید میں ہندی زبان کی خیر مقدم و معاونت کی ضرورت اور صنعت کی ذرائع تلاش کی تفصیل ہے اور سفارش کی گئی ہے کہ اس کی طرف جلد متوجہ ہونا چاہیے۔ فی الحقیقت اُردو زبان کی معاونت بھاکھا کی مسند گزار ہے۔ لکھنؤ کی خاص اُردو جسکو شعرا کی صنعت میں آج حضرت جناب آرزو لکھنوی نے اختیار کیا ہے ہم جب زیادہ لطیف سمجھی جاتی ہے کہ اُس نے اب تک وہ الفاظ ترک نہیں کیے جو اُس نے زبانِ اردو برج بھاکا کی آغوش میں سیکھے تھے۔ حضرت مولف نے جتنے دوہے اس کتاب میں جمع کیے ہیں وہ بھاکا زبان کے ہیں جس کا مولد برج ہے جو صوبہ اودھ کا قلب ہے۔ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ بھاکھا کے خزانہ ادب میں جتنے جواہر جمع کیے تھے وہ سب تتر بتر ہو گئے۔

مولف نے جتنے دوہے منتخب کیے ہیں وہ سب مشہور اور زبان زد ہیں۔ ابواب کی تقسیم صحیح ہے۔ ہمیں ایسے مؤلفات کی ضرورت ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ فارسی یا عربی طرز والے مطلب کی بہ نسبت بھاکا طرز اُردو کے واسطے زیادہ موزوں ہے بالخصوص اب جبکہ اردو زبان ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے۔

دوہوں کی شرح میں اگرچہ حضرت مولف نے اختصار سے کام لیا ہے تاہم طرز دلچسپ ہے۔ اور سال نو کا یہ تحفہ ہمیں بہت مرغوب ہے۔ دی حیدرآباد بک ڈپو چادر گھاٹ حیدرآباد دکن سے یہ کتاب مل سکتی ہے۔

---

# مولانا پنچ کی نوٹ بک

از

مخفی [illegible]

نہ ہو سکا۔ ہم چاہتے تھے کہ تاریخ کو ہر گز پھر یوں نہ اُٹھنے دیں یہاں پر یہ سکتہ آنکھ اٹکل ادھر اُدھر سر پر چلے معروف ہو چلے ہیں۔ ان سے ال لگی اردو کا جواب کیونکر دیا جائے۔ جو مصیبت موجود ہو اُس کے ہوتے ہوئے ناز کھو بیٹھنا یاد آنے سے رہا۔

## نئی بیوہ اور قوم کا دیور

مولوی عبدالماجد صاحب دریابادی "سچ" کے اڈیٹر مشہور و معروف آدمی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ [illegible] کی زبان سے سوا "سچ" کے [illegible] نکل ہی نہیں [illegible] حضرت حاجی محمد علی مرحوم کی تعزیت میں ایک مضمون لکھا ہے۔ شاعر کے بارے میں [illegible] نص موجود ہے کہ اُس کے قول و فعل میں مطابقت نہیں ہوتی۔ اس مضمون کا انداز اگرچہ شاعرانہ ہے پھر بھی سچ ہے اور بالکل سچ فرماتے ہیں۔

"بدنصیب قوم آہ۔ اور ساری عمر تیری رہ گئی [illegible] تو بیوہ ہو گئی تیرا دولہا چل بسا۔ تیرا سہاگ لٹ گیا۔ صبر کر جس طرح [illegible] بیوائیں اور سوگوار صبر کیا کرتی ہیں۔"

حاجی مرحوم ہمارے بھی دوست تھے اُنکے مرنے سے ہمیں بھی قلق ہوا۔ وہ ایک مسلمان تھے ہمیں کسی کو [illegible] طباع قابل اور ذہین آدمی۔ انگریزی زبان کے اچھے [illegible] صاحب جوش و خروش [illegible] مولوی کے مستحق [illegible] ہم جیسے [illegible] آدمی ہیں [illegible] کی صلاحیت رکھتا ہے۔ [illegible] اتفاق نے مساعدت کی تو لیڈر بن بھی جاتا ہے۔ چنانچہ وہ بن گئے اور خوب بنے۔ مرنے [illegible] ہم نے بھی کہا [illegible] غفر اللہ۔ [illegible] مگر ہمیں اطلاع نہ تھی کہ مرحوم کی ایک بیوہ [illegible] قوم بھی ہے۔ [illegible] بیوہ ہو گئی [illegible] سہاگ لٹ گیا۔ [illegible] لوگ قوم [illegible] کے لقب یاد کرتے [illegible] قوم کو [illegible] کا خطاب [illegible] قوم [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] حاجی شوکت علی صاحب۔ اگر

بڑھتے بڑھتے جا پہنچ (قوم) نوازی فرمائیے تو یہ [illegible] دلھن بیوہ رہے گی یا پھر سہاگن ہو جائے گی۔ یہ فعل اسکا صنعت عرفی کے منافی ہو گا یا موافق۔ [illegible] ساس کے پوت سب سے بڑے ہیں [illegible] صاحب کو ہم نے [illegible] اگر مولوی ابوالکلام صاحب نے تجدید عقد فرمائی اور کسی طرف دیگر [illegible] نے بھی طلب [illegible] اشارہ [illegible] دلھن [illegible] بیوہ [illegible] بازاری میں داخل [illegible] قوم ایک [illegible] طلب [illegible] کلام نہیں۔ [illegible] رشتہ ازدواج [illegible] [illegible] سے مستفید و مستفیض ہو چکی ہیں [illegible] کرچیں [illegible] کی رو مسلمانوں میں [illegible] کی گئی [illegible] نکلا یا معنی مسکرہ۔

واللہ مولوی صاحب قوم کو بھی عجب غریب مٹی جو کیا کچھ انداز تعزیت ہے کہ مضمون پڑھنے والا بے اختیار ہنس پڑے۔ ہمیں معلوم ہے کہ قوم سے اور مرحوم حاجی محمد علی [illegible] دیا بالی تھا وہ بیٹے تھے قوم بیوہ نہ ہو آج سے ہم [illegible] قوم جان کا دیور نہیں رہے [illegible] رشتہ جیسی دل لگی کا سمجھا جاتا ہے۔ قوم شوق سے قوم کے ساتھ دل لگی بازی کرتے رہیں اور ہنسنے والے ہنستے رہیں۔

قوم بیوہ ہو گئی خدا کی مرضی مگر مولوی "سچ" [illegible] کا

[illegible] کی غربت [illegible] آخر [illegible] زندگی
[illegible] سب [illegible] ہو وہ [illegible] تو بیٹے [illegible]
کون کہہ سکتا ہے لیکن ہم [illegible]
کہ کرا [illegible] دل کو کھائیں۔

معلوم نہیں یہ مضمون نے بیوہ بیچاری کے دل کو تسکین دی یا وحشت کو وہ بقول آپ کے یتیم ہو گئی۔ اگر تنہا طلب بیوہ قوم سے ہے تو [illegible] انجمن حامی بیوگان سے نصرت طلب کیجیے لیکن یتیم قوم سے [illegible] اور ایسا ہی [illegible] موجود ہے [illegible] اسباب خود [illegible] اسباب سے خالی نہیں۔ [illegible] مولوی صاحب نے اس مضمون میں اتنا "سچ" بولا ہے کہ خدا یا تیری پناہ! یہ فرد تعزیت تو وقت مرور نے جلیل صحابہ کی موت پر بھی اختیار نہیں کیا۔ خدا جانے اکا سادہ طرز "سچ" تھا یا یہ جدید عنوان؟

## کیسی موسیقی پڑھے خدا

یہ مثل ہے۔ عرب مثل کی ہو یہ مشہور ہے کہ ایک تھے

موسیقی حضرت مولوی [illegible] کو ترجمے لکھنے سے کیسی دلچسپی [illegible] بچپن سے نئی نئی [illegible] کہتے تھے کسی نے پوچھا کہ آپ مسیح کی کتنی کتابیں [illegible] کہنے لگے تین۔ سائل نے کہا اچھا [illegible] ردی میں [illegible] کیجئے [illegible] تک میں [illegible] کیسی [illegible] ہوگا [illegible] علم کا ان [illegible] کیوں نہ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] والے ہیں۔ ایک دن کسی [illegible] نے خواہش کی کہ مولوی صاحب اُن [illegible] کا [illegible] سے [illegible] آپ [illegible] کا خط لکھ دیجیے۔ لکھنا [illegible] صاحب [illegible] آتا تھا مگر [illegible] اُٹھا کے لا قدم آئیں بائیں شائیں [illegible] لکھ دیا [illegible] نے کا صفہ تلاش کر کے خط [illegible] کو بھیجا۔ وہ بھی اُن [illegible] پڑھنے والے کو ڈھونڈنے لگے جس نے خط لکھا وہ [illegible] کہا ہو تو [illegible] مگر [illegible] میں بھی ایک مولوی صاحب رہتے تھے جن کا نام خدا بخش تھا یہ حضرت بھی مولوی موسیٰ کے [illegible] تھے [illegible] عبارت [illegible] الفاظ کا [illegible] کرنے بعد پوچھا کیوں جی یہ خط کس کے قلم کا ہے۔ اُنھوں نے جواب دیا مولوی موسیٰ کے سوا اس قابلیت کا اور کون ہے جو میری [illegible] [illegible] خط لکھے مولانا خدا بخش مولوی موسیٰ کے [illegible] [illegible] کہنے لگے کہ جو ہم ہیں [illegible] وہ [illegible] اتا [illegible] عالم [illegible] [illegible] موسیٰ یہ [illegible] خدا [illegible] اُن کا لکھا [illegible] اور کون پڑھ سکتا ہے۔ [illegible] خط [illegible] لکھا ہے کہ تمھاری [illegible] [illegible] باقی خیریت ہے [illegible] [illegible] سنا [illegible] کرنا [illegible] کرا [illegible] کی [illegible] لیکن ہم [illegible] کی غلطی معلوم ہوئی کہ یہ مثل مشہور ہو گئی کیسی "موسیٰ پڑھیں خدا"۔ ہم نے نہایت حیرت سے [illegible] کی [illegible] [illegible] طلاقت اور [illegible] صاحب [illegible] [illegible] بالکل ایک [illegible] نہیں [illegible] اخباروں کا [illegible] کی شان [illegible] آئی [illegible] اُسکے متعلق [illegible] [illegible] [illegible] دیکھنے جانا نہیں [illegible] [illegible] بتا دیتے ہیں [illegible] صاحب [illegible] [illegible] کے [illegible] لاکھ [illegible] [illegible] [illegible] امید ہے کہ [illegible]






## سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے جسے اصل شاعری کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھایئے قیمت فی جلد ۸؍ ٹکٹ بھیجیے یا وی پی اور منی آرڈر جمہت ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

۲ دسمبر ۱۹۳۱ء رجسٹرڈ نمبر اے ۳۰۳

# غذائے روح

# معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کی جو علمی ہو
اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے
حصہ دوم میں مصنف نے
اساتذہ فن کے علم سینہ
کو
علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب کھینچ دیا ہے

## اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ